شاہد حسین رزاقی

تاثرات

ادارہ ثقافت اسلامیہ کا ایک بنیادی مقصد یہ ہے کہ عصر حاضر کے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق اسلامی افکار کی از سر نو تشکیل کی جائے اور اسلام کے اساسی تصورات و کلیات کو محفوظ رکھتے ہوئے ایک ایسے ترقی پذیر اسلامی معاشرہ کا خاکہ مرتب کیا جائے جس میں ارتقائے حیات کی پوری گنجائش ہو تاکہ اس تنگ نظری اور کج فہمی کا انسداد ہو سکے جس نے فروعات کو اصل دین قرار دے کر ترقی کی راہیں مسدود کر دیں اور اسلام کو ایک متحرک دین کے بجائے ساکن وجامد مذہب بنا دیا۔ ارکین ادارہ اسی مقصد کو سامنے رکھ کر تصنیف و تالیف کا کام کرتے ہیں اور اسی مقصد کے تحت ۱۹۵۵ء میں ادارہ کی طرف سے اہل علم کے خصوصی اجتماعات کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا تھا۔ جن میں کسی اہم معاشرتی مسئلہ پر بحث کر کے اس کے مختلف پہلوؤں کو واضح کیا جاتا تھا تاکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس مسئلہ کا ایسا حل معلوم کیا جا سکے جو اسلام کے بنیادی احکام سے انحراف کئے بغیر عصر حاضر کے تقاضے پورے کر سکے۔

بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے یہ سلسلہ ایک عرصہ سے بند ہو گیا تھا۔ لیکن اب پھر اس کی نہ صرف تجدید ہوئی ہے بلکہ اس کو زیادہ مفید بنانے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ ۱۵ فروری کو جو اجتماع ہوا اس کے لیے ایک نہایت اہم معاشی موضوع کا انتخاب کیا گیا یعنی تجارتی سود اور بیمہ کے متعلق اسلام کی ہدایات اس اجتماع میں مختلف مکاتب خیال سے تعلق رکھنے والے اصحاب شامل تھے اور ان میں سے جناب ایس۔ اے رحمٰن، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، جناب غلام احمد پرویز، ڈاکٹر انور اقبال قریشی، جناب یعقوب شاہ، پروفیسر منظور احسن اور مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی نے اس مباحثہ میں نمایاں حصہ لیا۔ ادارہ کے ناظم جناب میاں محمد شریف نے غور طلب مسائل کا ایک خاکہ مرتب کیا تھا جو تمام شرکا کو چند روز قبل بھیج دیا گیا تھا۔ اس خاکے میں میاں صاحب نے اپنے نظریات پیش کرنے کے بجائے سود اور بیمہ کے متعلق ان مختلف نقطہ ہائے نظر کو بیان کر دینے پر اکتفا کیا تھا جو اس بارے میں اسلام کی روش متعین کرنے والوں نے پیش کئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی سود، تجارت، بینکاری اور بیمہ سے متعلق ان مباحث کو بھی واضح کر دیا تھا جن کا فیصلہ کئے بغیر اس مسئلہ کو حل کرنا ممکن نہیں۔ چنانچہ اس مذاکرہ میں آنحضرتؐ کے زمانے میں عرب میں قرض لینے دینے کی شکل، لفظ ربوا کے معنی، حرمت ربوا کی بنیاد، ربوا اور ربہ میں فرق۔ تفاضل کے ساتھ ہم جنس اور غیر جنس اشیاء کا تبادلہ، بیع سلم اور تجارتی سود، بینک کا سود، صنعتی اداروں کے معمولی

اور ترجیحی حصص اور کاروباری، تعمیری اور ترقیاتی اداروں نیز حکومت کے قرضوں کی نوعیت جیسے متعدد اہم مسائل زیرِ بحث آئے۔ لیکن اس نشست میں کسی مسئلہ پر کوئی فیصلہ کن گفتگو نہ ہو سکی اور اس کو مزید غور و فکر کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔ اس التوا کا بڑا سبب یہ تھا کہ ہمارے سامنے وہ تاریخی مواد مرتب شکل میں موجود نہیں ہے جو نتیجہ خیز غور و فکر کے لیے ناگزیر ہے مثلاً تجارتی سود کی بحث میں سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانے میں تجارتی سود موجود تھا یا نہیں؟ اگر تھا تو کس شکل میں؟ نیز یہ کہ اس وقت ربوا کی وہ کیا نوعیت تھی جس کی قرآن نے اس شدت سے مخالفت کی ہے؟ کیا موجودہ زمانے کا تجارتی سود بھی اسی نوعیت کا ہے؟ اگر اس کی یہ نوعیت نہیں ہے یا تجارتی سود اس زمانے میں موجود ہی نہ تھا تو پھر اس پر ربوا سے متعلق احکام کا اطلاق کیوں کر کیا جا سکتا ہے؟ یہ وہ بنیادی سوال ہے جس کا جواب اس عہد کی تاریخ ہی دے سکتی ہے۔ لیکن ہمارے علماء و مفکرین نے کبھی اس طرف خاطر خواہ توجہ نہیں کی۔ اور اپنی کوششیں لفظی بحثوں تک محدود رکھیں۔ سیاسی، معاشرتی اور معاشی مسائل کے تاریخی پس منظر کو ملحوظ نہ رکھنے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آج ان مسائل کا ایسا حل تلاش کرنے میں بڑی دشواری ہوتی ہے جو اسلامی اصولوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہو۔

مسلمان اسلامی اصولوں پر ایمان تو یقیناً رکھتے ہیں لیکن مختلف اسباب کی بنا پر ان کا عمل سیکڑوں سال سے ان اصولوں کے خلاف رہا ہے۔ اس کا بنیادی سبب ملوکیت کا فروغ تھا۔ موجودہ زمانے میں عالمی جنگوں کے پیدا کردہ حالات نے مسلم ممالک میں بھی آزادی اور جمہوریت کے نئے دور کا آغاز کیا اور جمہوری رجحانات کے موجب اسلامی نظریات کی اساس پر جدید معاشرہ کی تشکیل کے لیے عملی کوششیں ہونے لگیں۔ کسی نظریۂ حیات کی اساس پر معاشرہ کی از سر نو تشکیل کے لیے ان مخصوص حالات و محرکات کا مطالعہ کرنا ضروری ہے جن میں وہ نظریات پیش کیے گئے ہیں۔ چنانچہ جدید اسلامی معاشرہ کی تشکیل و تعمیر کے لیے بھی سائنٹفک طریقہ پر تاریخ کا مطالعہ کرنا لازمی ہے۔

تاریخ نویسی میں مسلمان تمام اقوام عالم میں ایک امتیازی حیثیت کے مالک ہیں اور مشرق کے اکثر ممالک میں تاریخ نویسی کا آغاز ہی مسلمانوں کے عہد سے ہوا۔ مسلمانوں کی لکھی ہوئی تاریخیں اب بھی موجود ہیں۔ لیکن ان سے صحیح طور پر استفادہ نہیں کیا جاتا۔ ان تاریخوں یا ان کے ترجموں کو اسی شکل میں چھاپ دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ جدید اصولوں کے مطابق ان کو مرتب کرنے اور ان کے مواد کو سامنے رکھ کر مختلف زمانوں میں زندگی کے مختلف شعبوں کے متعلق تحقیقات کر کے جدید طرز کی کتابیں لکھنے کی بھی ضرورت ہے۔ جب تک کہ مسلمان اپنی تاریخ کا مطالعہ سائنٹفک طریقے پر نہ کریں گے تاریخ ان کے لیے بادشاہوں اور لڑائیوں کی کہانی ہی بنی رہے گی اور وہ اپنے حال اور مستقبل کی تعمیر میں اپنے ماضی سے صحیح معنوں میں استفادہ نہ کر سکیں گے۔ یہ ایک بہت اہم اور بڑا کام ہے جو تاریخ کے علماء و محققین کی فوری توجہ کا محتاج ہے۔